

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب:

آئینہ پرویزیت

مصنف:

مولانا عبدالرحمان کیلانی

اشاعت چہارم:

اکتوبر: 2004

تعداد:

1200

زیر سرپرستی:

ڈاکٹر حبیب الرحمن کیلانی

زیر اہتمام:

نجیب الرحمن کیلانی فون: 7844157

ناشر:

ڈاکٹر حافظ شفیق الرحمن کیلانی - انجینئر حافظ شفیق الرحمن کیلانی

مطبع:

انٹرنیشنل دارالسلام پرنٹنگ پریس لاہور

ناشر: مکتبۃ السلام سٹریٹ نمبر: 20، وسن پورہ لاہور

فون: 7844157-7280943

ڈسٹری بیوٹر

دارالسلام

کتاب و سنت کی اشاعت کا عالمی ادارہ  
ریاض • جدہ • شارجہ • لاہور  
لندن • ہیوسٹن • نیویارک



ہیڈ آفس و مرکزی شوروم 36 - لوئر مال، میکورٹھیٹ ٹاپ، لاہور

فون: 711 1023 , 711 0081 , 723 2400 , 724 0024 فیکس: 4072 735

E-mail: darussalampk@hotmail.com Website: www.dar-us-salam.com

شوروم اردو بازار اقراسنٹر، غنی سٹریٹ، اردو بازار لاہور فون: 712 0054 فیکس: 0703 732

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ (الاحزاب)  
سیدنا و آئینہ تمہارے لیے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم، ہی بہترین نمونہ ہیں

پرویزیت اور فتنہ انکار حدیث  
کے جواب میں ایک لا جواب کتاب

آئینہ پرویزیت

مولانا عبدالرحمن کیلانی

مکتبۃ السلام سٹریٹ نمبر 20 لاہور

## فہرست

51	مسئلہ تقدیر یا جبر و قدر	29	آئینہٴ پیرویت (۲)
52	تقدیر کی بحث	31	آئینہٴ پیرویت (۳)
53	افعال کی نسبت	32	تہذیب
55	تاویلات	34	فی اللہ
55	عدل یا قانون جزا و سزا		مستطیل
56	صفات باری تعالیٰ معجزہ کی توحید		مستطیل سے طویل اسلام آباد
57	مسئلہ علق قرآن		
57	امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ		
58	امام موصوف پر دور امتلاء	41	الحق والی: عقل و فہم و فہم و فہم
59	علق قرآن کی حقیقت اور معجزہ کا انجام	42	عقل و فہم و فہم و فہم
60	عقل کی برتری اور تفوق	42	الحق والی: عقل و فہم و فہم و فہم
60	عقل کا جائز مقام	43	الحق والی: عقل و فہم و فہم و فہم
61	عقل اور ہدایت	44	الحق والی: عقل و فہم و فہم و فہم
62	عقل اور ضلالت	45	الحق والی: عقل و فہم و فہم و فہم
64	عقل کا دائرہ کار	45	الحق والی: عقل و فہم و فہم و فہم
65	عقل کی ناجائز مداخلت	46	الحق والی: عقل و فہم و فہم و فہم
66	اپنے دور کی علمی سطح	47	الحق والی: عقل و فہم و فہم و فہم
67	معجزہ کے زوال کے اسباب	48	الحق والی: عقل و فہم و فہم و فہم
68	نتائج	49	الحق والی: عقل و فہم و فہم و فہم
69	باب سوم: عجمی تصورات کا دوسرا دور	49	الحق والی: عقل و فہم و فہم و فہم
70	سر سید احمد خاں	50	الحق والی: عقل و فہم و فہم و فہم
71	جدید علم کلام کی ضرورت اور خصوصیات	51	الحق والی: عقل و فہم و فہم و فہم





71	حدیث اور فقہ سب ناقابل حجت ہیں
72	قرآن اور نیچر
73	سر سید احمد خاں کے نظریات
74	سر سید کا نظریہ معجزات
75	قوانین قدرت میں تبدیلی
76	قوانین قدرت اور استثنائی صورتیں
77	معجزات سے انکار کی اصل وجہ
77	قرآن کریم میں مذکور معجزات
77	آگ کا ٹھنڈا ہونا
78	اصحاب فیل
78	عصائے موسیٰ اور ید بیضا
80	دریا کا پھینا
81	بارہ چشموں کا پھوٹنا
81	حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش اور وفات
82	حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دوسرے معجزات
84	رسول اللہ ﷺ کے معجزات
84	انشقاق قمر
84	واقعہ اسراء
86	وَمَا زَمِينَتْ اِذْ زَمَيْتَ وَلَكِنَّ اللّٰهَ زَعٰى
86	دوسرے خرق عادت امور سے انکار
86	کیا دعا کا کچھ فائدہ ہوتا ہے؟
88	بنی اسرائیل کا بندر بننا
88	اللہ کے مارنے اور زندہ کرنے کی قدرت
88	حضرت عزیر علیہ السلام کی موت اور زندگی
89	پرنندوں کی موت اور زندگی
91	جنت اور دوزخ کی حقیقت
92	جنت اور دوزخ کے خارجی وجود کا انکار
93	خدا اور رسول ﷺ کے متعلق تصور؟
94	باب چہارم: نظریہ ارتقاء کا سر سید کے
	عقائد پر اثر
94	فرشتوں پر ایمان
95	سر سید کے خیالات کے ماخذ
96	سر سید اور صوفیہ کا ذہنی اتحاد
97	فرشتوں کے ذاتی تشخص کے دلائل
98	جبرئیل علیہ السلام کی حقیقت اور نبوت کا مقام
99	فطری ملکہ اور نبوت میں فرق
98	فطری ملکہ اور علامہ اقبالؒ
101	نبوت اور قرآن کریم
102	جبرئیل اور میکائیل
102	ابلیس یا شیطان
103	جن
104	ابلیس کے خارجی وجود کا ثبوت
104	جنوں کے خارجی وجود کا ثبوت
105	قصہ آدم علیہ السلام و ابلیس
106	قصہ آدم میں گفتگو کے فریق
107	جنت، شجر ممنوعہ اور بہوٹ آدم کی تاویلات
108	تاویلات کا جائزہ
109	سر سید پر کفر کا فتویٰ
111	سر سید کے افکار و نظریات پر ایک نظر
111	پہلا نظریہ، عقل کا تفوق
111	دوسرا نظریہ، ذات و صفات باری تعالیٰ کی تنزیہ
112	تیسرا نظریہ، جبر و قدر
112	چوتھا نظریہ، خوارق عادت اور معجزات سے انکار
114	اپنے دور کی علمی سطح کی قباح
115	پانچواں نظریہ، نظریہ ارتقاء
116	نگہ بازگشت

140	کتاب کا اصطلاحی مفہوم
140	کتاب و سنت یا قرآن و حدیث
140	کتاب و سنت لازم و ملزوم ہیں
141	قرآن میں سنت رسول کا ذکر
141	احادیث میں کتاب اللہ کا ذکر
141	کتاب اللہ اور ”واقعہ عسیف“
142	کتاب اللہ اور حق تولیت
143	”حسبنا کتاب اللہ“ سے عمر رضی اللہ عنہ کی مراد
144	کتاب اللہ اور کلام اللہ کا فرق
144	کتاب اللہ کے پرویزی معانی کا تجزیہ
145	مدون شکل میں
146	سلی ہوئی شکل
147	قرآن کی ماسٹر کاپی
148	مدون اور سلی ہوئی کتاب کا ایک نقلی ثبوت
149	حفاظت قرآن کے پرچار میں غلو
150	اللہ کی ذمہ داری پوری شریعت کی حفاظت ہے
151	قرآن کے بیان کو لغت سے متعین کرنے کے مفاسد
151	کیش المعانی الفاظ
152	اصطلاحات
152	مقامی محاورات
153	عرفی معانی
153	پرویزی اصطلاحات
154	نتائج
155	باب دوم: عجمی سازش اور زوال امت
155	اسلام میں عجمی تصورات کی آمیزش
155	عجمی سازش کیا ہے؟
156	عجمی سازش کے راوی
118	باب اول: عجمی تصورات کا تیسرا دور
118	مذہبی دور کے منکرین حدیث
119	علامہ مشہور منکرین حدیث کا مختصر تعارف
119	علامہ اللہ پکڑاوی
121	الارض پوری
123	علامہ عنایت اللہ مشرقی
124	الاکثر لکلام بیانی برق
126	علامہ اسلم جے راج پوری
126	علامہ اسلم صاحب کا نظریہ حدیث
127	لکلام احمد پرویز اور طلوع اسلام
128	طلوع اسلام کا اپنے پیشروں کو خراج عقیدت
128	معتزلین اور طلوع اسلام
129	سر سید احمد خاں اور طلوع اسلام
129	علامہ مشرقی اور ادارہ طلوع اسلام
129	علامہ اسلم صاحب اور ادارہ طلوع اسلام
131	طلوع اسلام اور حافظ عنایت اللہ اثری
	طلوع اسلام کے عجمی افکار
131	مقتل کا تفوق اور برتری
133	تاویلات کا دھندا
133	طلوع اسلام کا لٹریچر
134	مسلمانوں سے شکوہ؟
134	اہل مغرب میں پرویز صاحب کی مقبولیت
	حصہ دوم
	طلوع اسلام کے مخصوص نظریات
137	باب اول: حَسْبُنَا كِتَابُ اللّٰهِ
137	لکلام کتاب کے مختلف معانی





900	سوال گندم جواب چینا
900	نمازوں کی تعداد
901	قرآن کا مستند نسخہ
901	بنائے فاسد، علی الفاسد
902	شرح زکوٰۃ
902	اطاعت رسول --- تقلید
902	نظام ربوبیت کا قیام
903	یتیم پوتے کی وراثت
903	نظریہ ارتقاء
903	دوسرے ہتھکنڈے
903	تحریف لفظی
903	دنوی خوشحالی
904	مساوات مرد و زن
905	آیات کے بے کارھے
905	بار بار
905	حوالہ جات
906	ضمیمہ: طلوع اسلام سے چند بنیادی سوالات
906	وحی اور قرآن
907	استواء علی العرش
907	فرشتوں کا خارجی وجود اور تشخص
907	وحی اور کتابت
907	تکمیل دین
908	مشورہ
908	ظن اور یقین
909	اطاعت رسول ﷺ
909	کتابت حدیث
909	ناخ و منسوخ
910	وراثت
911	وصیت
911	مرکز ملت
911	حجیت حدیث
911	نظام ربوبیت
912	تلاوت قرآن
913	کتابیات



## دیباچہ ( طبع دوم )

رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو جنگ خیبر کے دوران جھنڈا سپرد کرتے وقت فرمایا تھا:

”اگر تمہاری کوشش سے ایک آدمی بھی ایمان لے آئے تو یہ تمہارے لئے سرخ اونٹوں سے بہتر ہے۔“ (بخاری، کتاب المغازی۔ باب غزوہ خیبر)

سرخ اونٹ عرب میں بہت قیمتی متاع سمجھی جاتی تھی اور اس سے آپ کی مراد اموال غنیمت تھے اور یہ بات بھی احادیث صحیحہ سے ثابت ہے کہ جہاد خواہ کسی طرح کا ہو اس کا اصل مقصد یہی ہے کہ اس سے لوگوں کو ہدایت نصیب ہو، اللہ تعالیٰ کا بول بالا ہو اور اسلام کا کلمہ بلند ہو۔

میں نے اپنی تصانیف کا آغاز خالصتاً اسی جذبہ کے تحت کیا تھا۔ زیر نظر کتاب آئینہ پرویزیت بھی تجارتی بازاروں کے بجائے اسی مشنری جذبہ کے تحت لکھی گئی تھی۔ مجھے یہ بھی معلوم تھا کہ اس کو پڑھنے والا طبقہ قبل تعداد میں ہوگا بایں ہمہ اس کا پہلا ایڈیشن ساڑھے چھ سال کے عرصہ میں ختم ہو گیا۔ اس کتاب کے تدارکوں کی طرف سے جس قدر میری حوصلہ افزائی ہوئی اس سے میری تمام تھکن دور ہو گئی۔ (فَلْيَلْهُ الْعَمَلُ) ایک ممتاز عالم دین نے فرمایا کہ میں آپ کی یہ کتاب تین دفعہ پڑھ چکا ہوں ایک صاحب نے لکھا کہ ہم پرویزی لٹریچر کے مطالعہ کے بعد یہ سمجھ بیٹھے تھے کہ ہماری بنیاد ہی کمزور اور متزلزل ہے لیکن اس کتاب کے مطالعہ کے بعد مجھے ایسا استقلال اور سکون نصیب ہوا کہ کئی لوگوں کو راہ راست پر لا چکا ہوں۔ یہ قریہ اور دعائے خیر سے یاد کیا۔ ایسے مبارک ناموں کا تفصیلی تذکرہ تو ”ثنائے خود بخود گفتن“ کے ضمن میں آتا ہے۔ لہذا میں اس چیز کو صرف دو تبصروں تک محدود کرتا ہوں جو ان دنوں جرائد میں شائع ہوتے تھے۔

اس کتاب کا روئے سخن دراصل طلوع اسلام کی طرف ہے۔ میں نے اس کتاب کے آخر میں ”طلوع اسلام سے چند بنیادی سوالات“ کے عنوان کے تحت چالیس کے لگ بھگ سوالات بھی دیئے تھے کہ ان کے احکامات ہمیں درکار ہیں، مگر آج تک مجھے ان کے جوابات موصول نہیں ہوئے۔ چند سال پیشتر میں نے کسی عزیز سے سنا تھا کہ میری کتاب کا جواب لکھا جا رہا ہے۔ میں اس کا منتظر رہا، مگر آج تک ایسی کوئی کتاب کم از کم میرے علم میں نہیں آئی۔

## حصہ اول

## معتزلہ سے طلوع اسلام تک

## فہرست ابواب

عجمی تصورات کی اسلام میں آمد - انکارِ سنت کے اسباب - معتزلہ کے مخصوص عقائد و نظریات اور نتائج - منکرینِ حدیث کی سلسلہ وار تاریخ۔

- |   |                          |   |                                       |
|---|--------------------------|---|---------------------------------------|
| ۱ | عقل پرست فرقوں کا آغاز   | ۴ | نظریہ ارتقاء کا سرسید کے عقائد پر اثر |
| ۲ | عجمی تصورات کا پہلا دور  | ۵ | عجمی تصورات کا تیسرا دور              |
| ۳ | عجمی تصورات کا دوسرا دور |   |                                       |



## باب: اول

## عقل پرست فرقوں کا آغاز

جب سے انسان نے اس دنیا میں ہوش سنبھالا ہے تین سوال اس کی توجہ کا مرکز بنے رہے ہیں جو درج ذیل ہیں:

- ۱ یہ کائنات از خود معرض وجود میں آگئی ہے یا کوئی اس کا پیدا کرنے والا بھی ہے؟
- ۲ اس کائنات کا اور انسان کا آپس میں کس قسم کا تعلق ہے؟ نیز اس کی پیدائش کا کچھ مقصد بھی ہے یا یہ اپنی موت کے ساتھ ختم ہو جائے گا؟
- ۳ اس کائنات کی خالق کوئی مقتدر ہستی ہے؟ اور اگر ہے تو اس کا اور انسان کا آپس میں کس قسم کا تعلق ہے؟

گویا خدا، کائنات اور انسان کا باہمی تعلق ہی وہ راز ہے جس کی عقدہ کشائی میں انسان حضرت آدم سے لے کر آج تک منہمک ہے اور غالباً آئندہ بھی یہ سلسلہ جاری رہے گا اور فی الحقیقت یہ سوالات ہیں بھی اتنے اہم کہ جب تک کوئی شخص ان کے جواب میں کوئی نقطہ نظر اپنے ذہن میں قائم اور پختہ نہ کر پائے وہ یہ مفہم سوچ ہی نہیں سکتا کہ اسے اس دنیا میں کس حیثیت سے زندگی گزارنا ہوگی۔ بالفاظ دیگر یہی وہ بنیادی باتیں ہیں جن پر انسان کی زندگی کے طرز عمل کا انحصار ہوتا ہے۔

انسان کی طبعی زندگی دوسرے عام حیوانات سے ملتی جلتی ہے اور اس کے طبعی تقاضے بھی یعنی مفاد خویش، تحفظ خویش اور بقائے نسل بھی وہی ہیں جو دوسرے جانداروں میں پائے جاتے ہیں لیکن اس کے باوجود کئی باتوں میں دوسرے حیوانات سے مختلف اور ممتاز بھی ہے۔ مثلاً:

- ۱ اسے اپنے مستقبل اور اپنی موت کا احساس ہے۔ اسی وجہ سے یہ مفاد خویش یا خود غرضی میں دوسرے جانداروں سے بہت آگے ہے اور اسے کل کے لئے جمع کرنے کی فکر دامن گیر رہتی ہے جو دوسرے جانوروں میں کم ہی پائی جاتی ہے۔

۲ اسے خیر و شر کی تمیز بھی عطا کی گئی ہے اور قوت اختیار اور ارادہ بھی حتیٰ کہ ایک وقت ایسا بھی آتا ہے کہ وہ تحفظ خویش کے فطری داعیہ کے علی الرغم کسی جذبہ کے تحت اپنی جان تک بھی دے دیتا



### ③ عقل کی برتری اور تفوق

اسلام میں جب بھی کسی گروہ نے اپنے تصورات و نظریات کو داخل کرنا چاہا تو اس نے سب سے پہلے عقل کی برتری اور اس کی فرمانروائی کا چرچا کیا اور کہا کہ چونکہ مروجہ نظریات و خیالات و افکار ذہن انسانی سے مطابقت نہیں رکھتے اس لئے انہیں رد کر کے اس کی جگہ ایسے افکار و نظریات لانا ضروری ہے۔ جو عقل کے عین مطابق ہوں۔ عقل سے مراد وہ نظریات مراد ہوتے ہیں جو اس دور کے غالب رجحانات کی عکاسی کریں۔ معتزلہ نے بھی یونانی افکار و نظریات سے ذہنی طور پر شکست کھا کر یہی کچھ کیا اور عقل کی بنا پر زور دیا کہ شریعت میں فیصلہ کن حیثیت رسول کی بجائے عقل کو حاصل ہو اور انہیں وہ سارے اعمال و تصورات شریعت سے خارج کرنے میں آسانی رہے۔ جو ان کے زعم کے مطابق خلاف عقل ہیں۔ چنانچہ معتزلہ نے اپنے مخصوص نظریات ”عدل“ اور ”توحید“ کی بناء پر پل صراط، میثاق اور معراج کا انکار کیا اور ان ساری احادیث کو رد کر دیا جن میں ان کا ثبوت ملتا ہے۔

عقل کی برتری اور تفوق ان کے عقیدہ کا جزو لاینفک تھا وہ کہتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے جن چیزوں سے اجتناب کا حکم دیا ہے وہ فی نفسہ بری اور انسان کی نظروں میں ناپسندیدہ ہیں۔ اسی طرح جن چیزوں کے اختیار کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ وہ اس لئے ہے کہ وہ چیزیں فی نفسہ اچھی ہیں اور انسانی عقل انہیں پسند کرتی ہے (تجدید مذہب ص ۱۸۰)

عقل کا جائز مقام: قرآن کریم میں بے شمار ایسی آیات وارد ہوئی ہیں جن میں عقل انسانی سے اپیل کی گئی ہے جو وہ کائنات میں بکھری ہوئی لاتعداد اللہ کی نشانیوں میں غور و فکر کرے۔ کبھی انسان کی توجہ ہواؤں کی تعریف و تصرف کی طرف مبذول کرائی گئی ہے تو کبھی سورج، چاند اور ستاروں کی حرکات اور دن رات اور موسم کی تبدیلی کی طرف کبھی نباتات کی روئیدگی اور اس کی مختلف منازل حیات کا ذکر کیا گیا ہے اور کہیں حیوانات کی تخلیق اور ان سے حاصل ہونے والے فوائد کی طرف کبھی عالم آفاق میں قدرت الہی پر واضح شواہد کی طرف توجہ کی دعوت دی گئی ہے تو کبھی انسان کے اپنے اندر کی دنیا کی طرف غرض یہ کہنا ہے جانہ ہو گا کہ قرآن کریم کا ایک متعدد حصہ ایسی آیات پر مشتمل ہے جن میں انسان کو اپنے اندر اور باہر کی دنیا میں سوچنے، غور و فکر کرنے کی دعوت دی گئی ہے کہ کس طرح نباتات کا پتہ پتہ پھولوں کی پگھلنے، شجر و حجر اور شمس و قمر شہادت دے رہے ہیں کہ وہ قدرت کے مختلف اسرار کا مجموعہ اور خالق کائنات کے علم و حکمت کے واضح شواہد ہیں۔ اس غور و فکر سے انسان کو دو طرح کے فوائد حاصل ہوتے ہیں۔

① پہلا یہ کہ انسان ان کے خواص و تاثیرات معلوم کر کے ان سے فائدہ اٹھائے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے خود ہی فرمایا:

﴿سَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي السَّمَوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ﴾ ”جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے سب تمہارے قابو

میں کر دیا ہے۔“

(القصص ۳۱/۲۰)

یعنی کائنات کی ہر چیز کو تمہارا تابع فرمان بنا دیا گیا ہے اب اسے کام میں لانا انسان کا اپنا کام ہے اور فائدہ اور فکر اور عقل کو کام میں لانے ہی سے حاصل ہو سکتا ہے۔

جب انسان اشیائے کائنات کا تحقیق و تدقیق سے مطالعہ کرتا ہے اور ان میں غرق ہو کر ان کے پوشیدہ اسرار و رموز اور حکمتوں سے آگاہی حاصل کرتا ہے تو یہ باتیں اسے خود خالق کائنات کے وجود اور اس کے محیر العقول علم و حکمت کی طرف واضح نشاندہی کرتی ہیں اور بے اختیار اس کے منہ سے یہ الفاظ نکلتے ہیں:

﴿رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هَذَا بَطْلًا﴾ ”اے پروردگار! تو نے اس کائنات کو عبث نہیں پیدا کیا۔“ (ال عمران ۱۹۱/۳)

عقل اور ہدایت: آیات الہی سے مندرجہ بالا نتائج ماخوذ کرنے کی تائید میں ہم یہاں ایک واقعہ درج کرتے ہیں۔ جو علامہ عنایت اللہ خاں مشرقی کو اس دوران پیش آیا جب وہ انگلستان میں زیر تعلیم تھے، وہ کہتے ہیں کہ:

۱۹۰۹ء کا ذکر ہے اتوار کا دن تھا اور زور کی بارش ہو رہی تھی۔ میں کسی کام سے باہر نکلا تو جامعہ چرچ کے مشہور ماہر فلکیات پروفیسر جیمس جینز بغل میں انجیل دبائے چرچ کی طرف جا رہے تھے، میں نے قریب ہو کر سلام کیا تو وہ متوجہ ہوئے اور کہنے لگے: ”کیا چاہتے ہو؟“ میں نے کہا: ”دو باتیں، پہلی یہ کہ زور سے بارش ہو رہی ہے اور آپ نے چھاتا بغل میں داب رکھا ہے۔“ سر جیمس جینز اس پر مسکرائے اور چھاتا تان لیا۔ پھر میں نے کہا: ”دوم یہ کہ آپ جیسا شہرہ آفاق آدمی گرجا میں عبادت کے لئے جا رہا ہے؟“ میرے اس سوال پر پروفیسر جیمس جینز لمحہ بھر کے لئے رک گئے اور میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا: ”آج شام میرے ساتھ چلے پیو۔“

چنانچہ میں ۴ بجے شام کو ان کی رہائش گاہ پر پہنچا، ٹھیک چار بجے لیڈی جیمس باہر آکر کہنے لگیں: ”سر جس تمہارے منتظر ہیں۔“ اندر گیا تو ایک چھوٹی سی میز پر چائے لگی ہوئی تھی۔ پروفیسر صاحب تصورات میں کھوئے ہوئے تھے کہنے لگے ”تمہارا سوال کیا تھا؟“ اور میرے جواب کا انتظار کیے بغیر اجرام سماوی کی تخلیق، اسکے حیرت انگیز نظام، بے انتہا پہنائیوں اور فاصلوں، ان کی پیچیدہ راہوں اور مداروں، نیز باہمی روابط اور طوفان ہائے نور پر ایمان افروز تفصیلات پیش کیں کہ میرا دل اللہ کی اس کبریائی و جبروت پر دہلنے لگا اور ان کی اپنی یہ کیفیت تھی کہ سر کے بال سیدھے اٹھے ہوئے تھے۔ آنکھوں سے حیرت و خشیت کی دو گونہ کیفیات عیاں تھیں۔ اللہ کی حکمت و دانش کی ہیبت سے ان کے ہاتھ قدرے کانپ رہے تھے اور آواز لرز رہی تھی۔ فرمانے لگے: ”عنایت اللہ خان! جب میں خدا کی تخلیق کے کارناموں پر نظر ڈالتا ہوں تو میری تمام ہستی اللہ کے جلال سے لرزنے لگتی ہے اور

## نظریہ ارتقاء کا سرسید کے عقائد پر اثر

## ① فرشتوں پر ایمان

فرشتوں پر ایمان لانا ایمان کا ایک جز ہے اور قرآن میں اس کی صراحت کئی مقامات پر موجود ہے۔ فرشتے اپنا خارجی وجود اور ذاتی تشخص رکھتے ہیں۔ وہ فرشتے آسمان سے نیچے بھی اترتے ہیں۔ زمین سے اوپر آسمان کو چڑھتے بھی ہیں۔ جبرئیل اور میکائیل انہی میں سے ہیں پھر کچھ فرشتے دو دو، تین تین، چار چار پروں والے بھی ہیں۔ فرشتوں نے بدر کے میدان میں مسلمانوں کی مدد بھی کی تھی وغیرہ وغیرہ۔ یہ سب چیزیں اس بات پر دلالت کرتی ہیں۔ کہ فرشتوں کا خارجی وجود ضرور ہے لیکن چونکہ وہ غیر مرئی مخلوق ہیں لہذا ان پر ایمان لانا ”ایمان بالغیب“ کا ایک حصہ ہے لیکن سید صاحب موصوف فرشتوں کے خارجی وجود کے منکر ہیں اور ان کا انکار اس بنا پر ہے کہ وہ محسوسات و مشاہدات کی زد سے باہر ہیں۔ نیز ڈارون کے نظریہ ارتقاء کا بھی یہی تقاضا ہے پھر چونکہ ابلیس بھی فرشتوں کی صف میں تھا۔ لہذا اس کے خارجی وجود سے بھی آپ نے انکار کر دیا۔ آپ اپنی (تفسیر القرآن: ۳۲/۱) پر ارشاد فرماتے ہیں:

”خدا تعالیٰ نے جو اپنے جاہ و جلال اور اپنی قدرت اور اپنے افعال کو فرشتوں سے نسبت کرتا ہے تو جن فرشتوں کا قرآن میں ذکر ہے ان کا کوئی اصلی وجود نہیں ہو سکتا۔ بلکہ خدا کی بے انتہا قدرتوں کے ظہور کو اور ان قوے کو جو خدا نے اپنی ساری مخلوق میں مختلف قسم کے پیدا کیے ہیں۔ ملک یا ملائکہ کہا ہے جن میں سے ایک ابلیس یا شیطان بھی ہے۔ پہاڑوں کی معدنیت، پانی کی رقت، درختوں کی قوت نمو، برق کی قوت جذب و رفع، غرضیکہ تمام قوی جن سے مخلوقات موجود ہوئی ہیں اور جو مخلوقات میں ہیں وہی ملک و ملائکہ ہیں جن کا ذکر قرآن میں آیا ہے۔ انسان ایک مجموعہ قوائے ملکوئی اور قوائے بہیمی کا ہے اور ان دونوں قوتوں کی بے انتہا ذریات ہیں۔ جو ہر ایک قسم کی نیکی و بدی میں ظاہر ہوتی ہیں اور انسان کے فرشتے اور ان کی ذریات اور وہی انسان کے شیطان اور ان کی ذریات

سید کے خیالات کے ماخذ: آپ فرماتے ہیں:

”اہل اکابر اسلام کا بھی یہی مذہب ہے جو میں کہتا ہوں اور امام محی الدین ابن عربی نے فصوص الحکم میں یہی مسلک اختیار کیا ہے۔ شیخ عارف باللہ موید الدین ابن محمود المعروف بالہادی نے جو مریدان اس شیخ صدر الدین قنوی، مرید امام محی الدین ابن عربی سے ہیں۔ شرح فصوص الحکم میں بہت بڑی بحث لکھی ہے۔“ (ایضاً۔ ص: ۳۳)

دو اکابر اسلام سید صاحب نے گنوائے ہیں۔ یہ دراصل ابن عربی (۶۳۸ھ) اور ان کے مرید خاص صدر الدین قنوی اور ان کے مرید شیخ عارف باللہ ہیں۔ ابن عربی گروہ صوفیہ کی معروف شخصیت ہیں اور مولیٰ میں شیخ اکبر کے نام سے یاد کئے جاتے ہیں۔ ابن عربی نے بھی تصوف میں چند نئے نظریات کو داخل کیا تھا۔

یہ کہ نبوت وہی نہیں بلکہ اکتسابی چیز ہے اور عقل کو اپیل کرنے کی وجہ سے سید صاحب نے بھی اس نظریہ کو اپنایا ہے۔

یہ کہ نبوت چونکہ اکتسابی ہے لہذا قیامت جاری رہے گی۔ مرزائے قادیان نے بھی ابن عربی کی تحریروں سے فائدہ اٹھایا ہے۔

یہ کہ ولایت کا مقام نبوت سے بھی آگے نکل جاتا ہے۔ اس کے خیال کے مطابق سب سے نچلا درجہ رسالت کا ہے۔ پھر اس سے اوپر نبوت کا پھر اس سے اوپر ولایت کا۔ چنانچہ وہ کہتا ہے۔

”نبوت کا مقام درمیان میں ہوتا ہے جو رسول سے  
مَقَامُ النَّبُوَّةِ فِي بَرَزَخٍ  
فَوْقَ الرَّسُولِ وَدُونَ الْوَلِيِّ  
اوپر اور ولی سے نیچے ہوتا ہے“

ابن عربی اس کی دلیل یہ دیتے تھے کہ رسول یا نبی سے تو اللہ تعالیٰ فرشتے کے ذریعہ بات چیت کرتا ہے اور ولی سے یہ بات چیت فرشتے کے واسطے کے بغیر ہوتی ہے۔ نیز نبی ہو یا رسول۔ اس کا ایک مخصوص مقام ہے جس سے آگے وہ تجاوز نہیں کر سکتا۔ جب کہ ولی واصل بحق بھی ہو سکتا ہے۔ لہذا ولایت نبوت سے افضل ہے۔

خاتم الانبیاء کی طرح خاتم الاولیاء بھی ایک منصب ہے اور چونکہ نبوت سے ولایت افضل ہے لہذا خاتم الانبیاء سے خاتم الاولیاء افضل ہوتا ہے اور موجودہ دور کا خاتم الاولیاء میں ہوں۔ چنانچہ ان کا درجہ اہل شعرا کی نظریہ کی ترجمانی کرتا ہے۔

بے شک میں خاتم الاولیاء ہوں کیونکہ مجھے ہاشمی وراثت کے ساتھ ساتھ مسیحی وراثت بھی حاصل ہے“  
أَنَا خَاتِمُ الْوِلَايَةِ دُونَ شَكِّ  
لَوَرَّثَ الْهَاشِمِيُّ مَعَ الْمَسِيحِ



کے شیدائیوں میں سے تھے۔ ۱۹۳۸ء میں علامہ موصوف نے وفات پائی تو ان کی یادگار کے طور پر سید ندیم نیازی صاحب نے ایک ماہنامہ بنام ”طلوع اسلام“ جاری کیا تھوڑی ہی مدت بعد پرویز صاحب نے اس ماہنامے کی سرپرستی سنبھال لی۔ اور تعلیمات اقبال کے علاوہ آہستہ آہستہ اس پرچہ کو اپنے افکار و نظریات کی نشر و اشاعت کا ذریعہ بنا دیا۔ ۱۹۴۷ء میں پاکستان بنا تو آپ دہلی سے کراچی منتقل ہوئے۔ کراچی آکر آپ نے اس ماہنامہ کو اب محض اپنے افکار کی اشاعت کے لیے مختص کر لیا۔ اس ماہنامہ کا جلد نمبر بھی ۱۹۴۷ء سے ہی شروع کیا گیا۔ اب یہ پرچہ پرویز صاحب، ان کی پارٹی اور دوسرے مفکرین حدیث کا ترجمان بن کر سامنے آیا۔ ۱۹۵۵ء میں قبل از وقت پنشن ملی۔ بعدہ اس پرچہ سمیت لاہور گلبرگ کوٹھی نمبر 25/B میں منتقل ہو گئے اور اسی مقام پر فروری ۱۹۸۵ء میں ۸۲ سال کی عمر میں وفات پائی۔

آپ مغربی مفکرین کے افکار و نظریات سے گہری دلچسپی رکھتے ہیں۔ اور اپنے مافی الضمیر کی تشریح کے لیے بغیر ان کے اقتباس پیش کرتے جاتے ہیں۔ بعد میں قرآنی آیات لکھ کر ان افکار پر فٹ کر دیتے ہیں۔ آپ نے اپنے افکار و نظریات کی مکمل وضاحت کے لیے طلوع اسلام کو ادارہ کی شکل دی جس کے مدیر آپ خود ہیں۔ اس ادارہ نے آپ کی بہت سی تصانیف کو شائع کیا ہے۔ جن میں سے اکثر کا ذکر آپ کو اس کتاب میں مل جائے گا۔

## طلوع اسلام کا اپنے پیشروؤں کو خراج عقیدت

ادارہ طلوع اسلام کے پیشرو یا سلف صالحین میں سے اکثر کا ذکر اس سلسلہ میں کیا جا چکا ہے۔ جناب چوہدری غلام احمد صاحب پرویز مدیر ادارہ مذکور ان حضرات کے افکار و نظریات سے ماسوائے چند فروغی اختلافات کے پوری طرح متفق ہیں۔ ملاحظہ فرمائیے کہ وہ کن الفاظ میں ان حضرات کو خراج عقیدت پیش فرما رہے ہیں:

معتزلین اور طلوع اسلام:

”اگر مسلک اعتزال باقی رہتا تو یہ جمود و تعطل جو آج مسلمانوں میں نظر آرہا ہے۔ وجود میں نہ آتا اور علم و فکر کی دنیا میں مسلمان آج ایسے مقام پر کھڑے ہوتے جہاں ان کا کوئی مقابل نہ ہوتا“ (طلوع اسلام - ص: ۳۰، جولائی ۱۹۵۵ء)

گویا مسلمانوں کا سب سے بڑا قصور یہ ہے کہ انہوں نے مسلک اعتزال کو ترک کر دیا ہے۔

✽ دوران ملازمت آپ کے مضامین ”رازی“ اور ایک مسلمان کے نام سے چھپتے رہے۔

محمد امجد خاں اور طلوع اسلام: اور سرسید کے کارناموں سے ادارہ طلوع اسلام اتنا متاثر ہے کہ ان کی مع دشمنین میں ”پاکستان کے معمار اول“ کے نام سے کتاب بھی شائع کی ہے۔ اسی کتاب کے ایک ص ۷۷ پر یوں رقمطراز ہیں:

”سرسید نے صدیوں کے جمود کی سلوں کو توڑا اور آنے والوں کے لیے فکر و تدبیر کا راستہ صاف کیا۔ اس کا یہ کارنامہ اتنا بڑا ہے کہ اس کے بعد آنے والے قرآنی فکر میں کتنا ہی کیوں نہ آگے بڑھ سکیں۔ اس سابق اول کے احسان سے سبکدوش نہیں ہو سکتے۔“

یہ دور مقام پر فرماتے ہیں:

”میں سرسید کے اس احسان عظیم سے سبکدوش نہیں ہو سکتے کہ انہوں نے انتہائی تاریکیوں میں اس مہلک و مسعود کام کا آغاز کیا ہے۔ سرسید کی روح آج مفکرین اسلام کی تازہ بہ تازہ کاوشوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے وجد و مسرت سے جھوم جھوم کر کہہ رہی ہے دیدہ آغازم، انجامم نگر.....“

ادارہ دور سرسید کے دور سے علمی اور فکری لحاظ سے بہت آگے ہے اور اسی لیے جن مفکرین نے اس زمانے میں اپنے تدبیر فی القرآن کے نتائج پیش کیے ہیں وہ سرسید کے فکری نتائج کے مقابلے میں کہیں بلند اور محکم دکھائی دیتے ہیں لیکن اس سے سرسید کی فکری عظمت کم نہیں ہو پاتی، بہر حال سابق اول، اول ہی رہتا ہے“ (پاکستان کا معمار اول - ص: ۷۵-۷۶)

علامہ مشرقی اور ادارہ طلوع اسلام:

”علامہ صاحب مرحوم و مغفور کی عالمی شہرت کا آغاز ایک ریٹنگر کی حیثیت سے ہوا تھا۔ اس کے بعد وہ ایک عظیم فوجی تحریک کے بانی اور قائد کی حیثیت سے منظر عام پر آئے۔ یہ سب کچھ ان کی عظمت کی شہادت دے رہا ہے لیکن ”مذکرہ“ کے مصنف کی حیثیت سے وہ جس اعزاز کے مستحق تھے وہ اس سے کہیں بڑھ چڑھ کر تھا۔ عصر حاضر کے علوم کی روشنی میں قرآنی حقائق کو پیش کرنے کی بڑی کامیاب کوشش تھی“ (طلوع اسلام - اکتوبر ۱۹۶۳ء)

علامہ اسلم صاحب اور ادارہ طلوع اسلام:

”آج اسی سرزمین میں علامہ اسلم جے راجپوری مدظلہ العالی کی قرآنی فکر برگ و بار لا رہی ہے جنہوں نے اپنی عمر عزیز اسی جہاد کیلئے وقف کر رکھی ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں تادیر سلامت رکھے تاکہ ہم ان کے قد فی القرآن کے نتائج سے مستفیض ہو سکیں۔ میرے کاشانہ فکر میں سلیم! اگر کوئی چمکتی ہوئی کرن دکھائی دیتی ہے تو وہ انہیں کے جلانے ہوئے دیپوں کا فروغ ہے۔“ (سلیم کے نام سترہاں خط - ص: ۳۶)

طلوع اسلام اور حافظ عنایت اللہ اثری (۱۴۰۰ھ-۱۹۸۰ء): ممتاز عالم دین اور طلوع اسلام کی طرح محمد امجد کے افکار سے بہت متاثر ہیں۔ جیسا کہ اثری کے لاحقہ سے بھی معلوم ہوتا ہے آپ خود کو

## بخاری کی قابل اعتراض احادیث

اس مضمون میں طلوع اسلام نے بخاری میں ایسی تمام احادیث کو ڈھونڈ ڈھونڈ کر یک جا کر دیا ہے جن پر عقل یا سائنس کی رو سے گرفت کی جاسکتی ہے۔ یا طلوع اسلام کے خیال کے مطابق ان سے رسول اللہ ﷺ یا صحابہ کی سیرت داغدار ہوتی ہے یا پھر اللہ تعالیٰ کی ذات پر حرف آتا ہے۔ یا اس سے عورت کی شان میں کمی واقع ہوتی ہے۔ اور آخر میں یہ دعویٰ بھی کیا ہے کہ اس قسم کی اور بھی بہت سی احادیث ہیں جو رسول اللہ ﷺ کی نہیں ہو سکتیں۔

اس عنوان کے تحت آپ نے چالیس احادیث درج فرمائی ہیں (اور وہ بھی صرف اردو ترجمہ ہے) اصل متن درج نہیں فرمایا۔ نہ ہی ان پر وارد ہونے والے اعتراضات کا ذکر فرمایا ہے۔ بلکہ اس بات کو انہوں نے قارئین کی صوابدید پر چھوڑ دیا ہے۔ منکرین حدیث کا لڑپچرچو نہ اکثر میرے زیر مطالعہ رہتا ہے۔ لہذا ان احادیث پر ممکنہ اعتراضات بھی خود ہی تشخیص کیے ہیں اور پھر ان اعتراضات کے جوابات سپرد قلم کیے گئے ہیں۔

البتہ طلوع اسلام کا یہ دعویٰ کہ ”اس قسم کی اور بھی بہت سی احادیث ہیں۔ غلط معلوم ہوتا ہے وجہ یہ ہے کہ اگر اسے اور بھی بہت سی احادیث مل جاتیں تو انہیں درج کرنے سے کبھی نہ چوکتا۔ اس کے برعکس اس نے کیا یہ ہے کہ بہت سی ایسی احادیث بھی درج کر دیں جن کو وہ ”تفسیر بالمحدیث“ یا دوسرے عنوانات کے تحت پہلے درج کر چکا ہے۔ پھر ان چالیس احادیث میں سے بہت سی ایسی ہیں جو نہ تو اقوال و افعال رسول ہیں نہ ہی منسوب الی الرسول بلکہ وہ کسی صحابی یا تابعی کا قول ہے۔ نیز ایک حدیث مسلم کی بھی درج کر کے یہ چالیس کی تعداد پوری کی گئی ہے۔ طلوع اسلام نے ان احادیث کے نمبر نہیں لگائے۔ یہ ہم نے اپنی طرف سے لگا دیئے ہیں تاکہ ایسی قابل اعتراض احادیث کی پوری تعداد معلوم ہو سکے۔ گویا بخاری کی چھ سات ہزار احادیث میں سے آپ کو انتالیس احادیث ایسی ملی ہیں جو آپ کے خیال کے مطابق قابل اعتراض تھیں۔ گویا اوسطاً آپ کو پونے دو سو احادیث میں سے ایک حدیث قابل اعتراض ملی۔ باقی ۱۷۴۱ آپ گرفت نہیں فرما سکے۔ پھر عجب بات یہ ہے کہ اس ایک قابل اعتراض حدیث کی وجہ سے ۱۷۴۱

بہت احادیث کو ٹھکرا دینے پر تلے بیٹھے ہیں۔ پھر اگر اس ۳۹ کے عدد میں سے اقوال صحابہ اور تابعین کو الگ کر دیا جائے تو یہ نسبت اور بھی کم رہ جائے گی۔ اب ہم ان چالیس احادیث کو اپنے جوابات کے ساتھ پیش کرتے ہیں۔

## ① پتھر کپڑے لے کر بھاگ گیا

یہ بحث پہلے ”تفسیر بالمحدیث“ کے عنوان کے تحت گزر چکی ہے۔ صرف عنوان بدلا گیا ہے۔ وہاں اس کا عنوان ہے ”موسیٰ اور بنی اسرائیل“ اور یہاں عنوان ہے ”پتھر کپڑے لے کر بھاگ گیا۔“ چونکہ حدیث یک ہی ہے لہذا تکرار کی ضرورت نہیں۔

## ② ملک الموت کے طمانچہ مارا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ”ملک الموت حضرت موسیٰ کے پاس بھیجا گیا۔ جب وہ آیا تو حضرت موسیٰ نے اس کے ایک طمانچہ مارا کہ اس کی ایک آنکھ پھوٹ گئی اور وہ اپنے پروردگار کے پاس واپس گیا اور عرض کیا کہ تو نے مجھے ایسے بندے کے پاس بھیجا جو مرنا نہیں چاہتا اللہ تعالیٰ نے اس کی آنکھ دوبارہ اسے عنایت فرمائی اور حکم دیا کہ پھر جا اور ان سے کہہ کہ وہ اپنا ہاتھ ایک بیل کی پیٹھ پر رکھیں۔ پس جس قدر بال ان کے ہاتھ کے نیچے آئیں گے۔ ہر بال کے عوض ایک سال کی زندگی انہیں دی جائے گی (فرشتہ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو پیغام الہی سنایا) انہوں نے کہا کہ اے پروردگار پھر کیا ہو گا؟ اللہ نے فرمایا کہ پھر موت آئے گی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا۔ تو پھر ابھی سہی۔ پس انہوں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ انہیں ارض مقدس سے بقدر ایک پتھر پھینکنے کے قریب کر دے۔ رسول خدا ﷺ نے (یہ بیان فرما کر) مزید کہا کہ اگر میں اس مقام پر ہوتا تو تمہیں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قبر راستہ کی طرف سرخ ٹیلے کے پاس دکھا دیتا۔“ (۴-ح ص ۳۱۵)

اب اس بات سے تو غالباً طلوع اسلام کو بھی انکار نہ ہو گا کہ:

- ① موت کا فرشتہ تمام جانداروں اور اسی طرح تمام انسانوں کی روح قبض کرتا ہے (۱۱:۳۲) جس سے اس کا خارجی وجود اور ذاتی تشخص ثابت ہوتا ہے۔
- ② عام فرشتوں سے عام مومن افضل ہوتے ہیں۔ اور مقرب فرشتوں سے مقرب مومن کیونکہ فرشتوں میں شرکا مادہ پیدا ہی نہیں کیا گیا۔ اور ان کی عبادت بھی تعبدی یا اضطراری ہوتی ہے پھر انبیاء کا درجہ تو مقرب فرشتوں سے بھی بہت بلند ہوتا ہے۔

③ فرشتے انبیاء اور غیر انبیاء کے پاس انسانی شکل میں بھی آسکتے ہیں۔“ (۱۷:۹)

گویا ملک الموت کا حضرت موسیٰ کے پاس ان کی روح قبض کرنے کے لیے انسانی شکل میں آنا ممکن